Lesson 7: Al-A'araaf (Ayaat 138- 153): Day 28

سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف کی تفسیر

پھر آگے کیا ہوُا؟ اِسی موضوع پر بات ہو رہی ہے؛

وَوٰعَدۡنَا مُوۡسٰی ثَلٰثِیۡنَ لَیۡلَۃً وَّاَتۡمَمۡنٰہَا بِعَشۡرٍ فَتَمَّ مِیۡقَاتُ رَبِّہٖۤ اَرۡبَعِیۡنَ لَیۡلَۃً ۚ وَقَالَ مُوۡسٰی لِاَخِیۡہِ ہٰرُوۡنَ اخۡلُفۡنِیۡ فِیۡ قَوۡمِیۡ وَاَصۡلِحۡ وَلَا تَتَّبِعۡ سَبِیۡلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۱۴۲﴾

اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کی میعاد مقرر کی۔ اور اس دس (راتیں) اور ملا کر اسے پورا کر دیا (مدت) تو اس کے پروردگار کی چالیس رات کی میعاد پوری ہو گئی۔ اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میرے (کوہِ طور پر جانے کے) بعد تم میری قوم میں میرے جانشین ہو (ان کی) اصلاح کرتے رہنا ٹھیک اور شریروں کے رستے نہ چلنا (۱۴۲)

موسیٰؑ کو کوہِ سینا پر بلایا۔ یہاں 'لَیۡلَۃً' رات کہا گیا لیکن اس سے مُراد دن اور رات دونوں ہیں۔

وہاں اس لئے بلایا گیا کیونکہ دین کے علم کے لئے یکسوئی ضروری ہوتی ہے۔ موسیٰؑ کو اس لئے بلایا گیا کیونکہ اُن کو شریعت کا علم عطا فرمایا گیا۔ جس نے علم آگے دینا ہوتا ہے، اُس کو خود بھی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور دین کا علم فوکسڈ حالت میں ہی حاصل کیا سکتا ہے۔

اللہ کے نبیؐ کو بھی جب نبوت عطا ہوئی تھی، اُس سے کچھ عرصہ پہلے وہ تنہائی پسند ہو گئے تھے۔ وہ غارِ حرا میں خاموشی سے فوکسڈ ہو کر بیٹھتے تھے۔

ہمارے لئے بھی یہی شرط ہے کہ جب دین کا علم حاصل کریں تو فوکسڈ ہو کر بیٹھیں۔ اکیلے بیٹھ کر دین کے علم کو وقت دیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اُن کے لئے یہ بہت آسان ہے۔ وہ اپنے اوپر زیادہ ہی اعتماد کرنے لگتے ہیں۔ جب تک دین کے علم کو یکسوئی اور توجہ نہیں دینگے یہ جیسے ذہن میں آئے گا ویسے ہی نکل جائے گا۔

جو لوگ یونیورسٹی میں جاتے ہیں۔ وہ پوری توجہ دیتے ہیں۔ وہ شادیوں پر اور دعوتوں میں نہیں جاتے لیکن دین کے لئے فوکسڈ نہیں ہوتے۔

گھر کو بھی توجہ دیں لیکن گھر کا ماحول دینداری والا بنائیں۔ تاکہ سب دین کو سیکھیں اور اُس پر عمل کرنے والے ہوں۔

اپنا سبق پڑھیں۔ بچوں کو سکھائیں۔ پھر اپنا علم آگے دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ گھر کے کاموں کے بعد جو وقت باقی بچے اُس کو اچھے نیکی کے کاموں میں لگائیں۔ کوئی وقت ضائع نہ ہونے دیں۔

اپنے بیٹوں کے لئے وہ لڑکیاں لائیں جو گھروں کا اچھا ماحول بنائیں۔ جو آنے والی نسل کی بہترین تربیت کریں گی۔

پھر دیکھیں کہ نبیؑ تو معصوم ہوتے ہیں۔ لیکن موسیٰؑ سے بھی فرمایا گیا کہ یکسوئی اور علم کے لئے کوہِ سینا پر تشریف لائیں۔ پھر آپ یہ دیکھیں کہ تیس دِن کا فرمایا گیا تھا لیکن پھر چالیس دِن وہاں گزارے۔

اس پر کئی لوگوں نے باتیں کی ہیں؛ کئی لوگوں نے اسی سے چِلّہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے یہ جواب دینا ہے کہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی مرضی کہ موسیٰؑ کو جتنے دِن بھی وہاں رکھ لیں۔ پھر آپ یہ دیکھیں کہ موسیٰؑ تو اللہ سبحان و تعالیٰ سے ہم کلام تھے، اُن کا کیسے دِل کرتا واپس آنے کو؟

اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا کتنی بڑی نعمت ہے۔ جب مومنین اور مسلمین جنّت میں اللہ سبحان و تعالیٰ کا دیدار کرینگے اور اللہ سے کلام کرینگے تو وہ اللہ کی محبت سے سرشار ہونگے اور اس دیدار میں بے پناہ لذّت پائیں گے۔ وہ کہیں گے یا اللہ ہم سے جنّت کی ساری نعمتیں بے شک واپس لے لے لیکن ہمیں تیرا دیدار نصیب ہوتا رہے۔

محبت اور خوشی سے گزارے ہوئے دِن جلدی سے گزر جاتے ہیں اور دُکھ والے دن گن گن کر۔

موسیٰؑ کو اللہ سے محبت تھی۔ نہ اُن کا واپس آنے کو دل چاہتا تھا۔ اللہ نے بھی اُن کی محبت کی قدر کی اور اُن کو مزید دس دن کے لئے وہاں رکھ لیا۔ یہ محبت کی باتیں ہیں۔

اپنے دِل میں سوچیں کہ جب آپ حج یا عمرہ کے لئے جاتے ہیں تو وہاں سے واپس آنے کو دِل نہیں کرتا۔ وہاں کا ماحول ہی بہت خوبصورت ہوتا ہے۔ دِل چاہتا ہے وہاں ہی بیٹھے رہیں۔

قرآن کی کلاسوں میں رہیں۔ نیک اور قرآن سے جڑے رہنے والے لوگوں کے ساتھ مشورے کریں۔ وہ نیکی کے کاموں میں آپ کو بھی ساتھ لگائے رکھیں گے۔

اگر ہم موسیٰؑ کی جگہ ہوتے تو ہمارا بھی وہاں سے واپس آنے کو دِل نہ کرتا۔ حدیث کا خلاصہ ہے کہ جنت میں جنتی اللہ سے ایسے کلام کرینگے کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہیں ہو گا۔ اور جیسے تم چاند کو دیکھتے ہو ایسے ہی اللہ کو دیکھ سکو گے۔ اللہ سے ملاقات کے بعد چہرے روشن اور تر و تازہ ہو جائیں گے۔ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آؤ گے۔

ایک ملاقات ہمارے لئے ممکن ہے۔ ہماری نماز اللہ سے ملاقات ہے۔ انسان نماز میں اللہ سے باتیں کرتا ہے۔ اپنی نماز کا جائزہ لیں۔ کچھ لوگوں نے نماز کا الگ کمرہ بنایا ہوُا ہے۔ اچھا ماحول بنائیں۔

نماز کی حفاظت کریں۔ دوسرا وقت جب اللہ آپ سے باتیں کرتا ہے۔ جب آپ قران پڑھتے ہیں تو اللہ آپ سے کلام کرتا ہے۔

پھر موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا"۔۔۔ کہ میرے (کوہِ طور پر جانے کے) بعد تم میری قوم میں میرے جانشین ہو (ان کی) اصلاح کرتے رہنا ٹھیک اور شریروں کے رستے نہ چلنا"۔

ہارون عمر میں موسیٰ سے بڑے تھے۔ موسیٰ اُن کو اپنا جانشین بنا کر گئے۔ تو آپ جب کہیں جائیں۔

1. اپنے پیچھے ذمّہ داری کسی کو دے کر جائیں۔

2. پھر اُس کو بتا کر جائیں کہ کرنا کیا ہے۔ صاف اور واضح ہدایات دیں۔
3. ایمرجنسی حالات میں کیا کرنا ہے بتا کر جائیں۔ کیونکہ لیڈر کے وہاں سے جاتے ہیں کوئی مسئلہ ضرور کھڑا ہو گا۔
4. پھر جب آپ واپس آئیں اور کوئی کمی کوتاہی ہو تو جانشیں سے پوچھا جائے کہ یہ کیوں ہوُا؟

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٤٣﴾

اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر (کوہ طور) پر پہنچے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام کیا تو کہنے لگے کہ اے پروردگار مجھے (جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار (بھی) دیکھوں۔ پروردگار نے کہا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔ جب ان کا پروردگار پہاڑ پر نمودار ہوا تو (تجلی انوارِ ربانی) نے اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور جو ایمان لانے والے ہیں ان میں سب سے اول ہوں (۱۴۳)

وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ : جب اُن کے پروردگار نے اُن سے (موسیٰ) سے کلام کیا۔ رَبُّهٗ کی پیش سے پتا چل رہا ہے کہ رَبّ نے کلام کیا۔

جب کسی سے ملاقات ہوتی ہے تو اُن کا چہرہ دیکھنے کو دِل بھی چاہتا ہے۔ موسیٰؑ نے بہت محبت سے کہا کہ یا اللہ آپ سے ملاقات ہوگئی اب دیکھنے کی طاقت بھی عطا فرما۔ جب آپ کسی کی آواز سنتے ہیں تو پھر دیکھنے سے زیادہ اپنائیت محسوس ہوتی ہے۔

آپ یہ دیکھیں کہ موسیٰؑ درخواست کی کہ یا اللہ آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

' لَنۡ تَرٰىنِیۡ ' یہاں فرمایا گیا کہ 'پروردگار نے کہا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکوگے 'ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔یعنی یہ ممکن ہی نہیں ہے۔پھر فرمایا گیا کہ پہاڑ کی طرف دیکھو۔یہ اس لئے کہ پہاڑ اپنی سختی اور شدّت کے لئے مشہور ہیں۔اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم دیکھ لینا۔لیکن پہاڑ اللہ کے نور کی تجلّی سے ریزہ ریزہ ہو گیا۔

تَجَلّٰی : روشن کرنا، ظاہر کرنا۔لام کے اوپر تشدید یعنی کسی چیز کا خود روشن ہونا۔

' وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ' یہاں مومنین میں سے پہلے سے مُراد ہے کہ کوئی تجھے کھلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔میں ایمان لایا۔

یہ مطلب نہیں کہ آپ سے پہلے کوئی مومن ہی نہ تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ کا دیدار زندوں کے لیے نا ممکن ہے۔اس فرمان کو سنتے ہی سب سے پہلے ماننے والا میں ہوں کہ واقعی مخلوق میں سے کوئی قیامت تک اللہ کو نہیں دیکھ سکتا۔

جو چیز اللہ کی تجلّی سے ممکن ہے وہی کام اللہ کا کلام کرتا ہے۔سورۃ حشر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے۔اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں (۲۱)

ہم اس بات پر بہت رشک کرتے ہیں کہ موسیٰؑ سے اللہ نے کلام کیا۔وہ بہت خوش قسمت تھے۔

آج رَبّ کا کلام ہم سب کے پاس ہے۔یہ ہمارے دِل پر کیسے اَثر کرتا ہے؟

اللہ کا قرآن دلوں پر بہت اَثر کرتا ہے۔دلوں کو روشن کر دیتا ہے۔انسان کو توڑ دیتا ہے۔اللہ کے آگے جھکا کر عاجز اور شکر گزار بندہ بنا دیتا ہے۔آنکھوں سے آنسو آجاتے ہیں۔

حدیث کا خلاصہ: کہ قرآن پڑھو تو روؤ۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی شکل بنالو۔

جب قرآن کو پہلی بار محبت اور غور سے سُنیں تو یہ انسان کو اندر سے بدل دیتا ہے۔ جیسے سوکھی زمین پر پہلی بارش ہو تو خوشبو پھیل جاتی ہے۔

ہمارے اُستاد نے کہا تھا کہ قرآن کا لفظی ترجمہ بھی آسان ہے۔ گرائمر اور تجوید بھی آسان ہے۔ سب سے مشکل کام یہ ہے کہ قران کی روشنی میں اپنا جائزہ لیں۔ اپنا محاسبہ کریں۔ یہی چیز لوگوں کو پسند نہیں۔ وہ اپنا عمل نہیں بدلنا چاہتے۔

قرآن میں آپ کا ذِکر ہے۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ آپ سوچیں کہ میرا رَبّ مجھ سے کلام کر رہا ہے۔ آپ کا ربّ آپ سے مخاطب ہے۔

دوسرا درجہ، کہ یہ قرآن سچ ہے۔ تو میں اس پر کتنا عمل کرتا ہوں؟

آپ کے اندر انشاء اللہ خوبصورتی آجائے گی۔ پہاڑوں کے اندر سے معدنیات نکلتی ہیں۔ قیمتی پتھر اور دھاتیں نکلتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ موسیٰؑ والے اس پہاڑ میں مصر کے اس علاقے میں فیروزے کے قیمتی پتھر تھے۔ سونے چاندی اور ہیرے پہاڑ کے اندر سے نکلتے ہیں۔

باہر سے پہاڑ مٹی اور پتھر ہے۔ لیکن پہاڑ کے اندر قیمتی خزانے چھپے ہوئے ہیں۔ پہاڑ کھلتے ہیں تو پھر اندر سے قیمتی چیزیں نکلتی ہیں۔ ہم سب بھی قیمتی پہاڑ کی طرح ہیں۔ اللہ کا کلام ہم پر اَثر کرے گا تو اندر سے خیر اور نیکی کے قیمتی خزانے نکلیں گے۔ ابھی صرف باہر نہیں نکلی۔

ایک بہن قرآن کا کورس کر رہی ہیں۔ ایک دن انہوں نے کہا کہ اب میں چاہتی ہوں کہ اللہ کے دین کے لئے کچھ کام کروں۔ ہم نے اُن کا وہاں کی مقامی ٹیم سے رابطہ کروا دیا۔ باقی ممبران نے اُن کو خوش

دلی سے ساتھ لگالیا۔ جب ایک نیکی کا کام اور کرلیں تو پچھلی نیکی محفوظ ہو جاتی ہے۔ کوئی ذمّہ داری لے لیں۔ اللہ کے لئے جتنا کام کرینگی اُتنے ہی راستے کھلتے جائینگے۔

کئی ساتھی ایسے ہیں کہ کیونکہ وہ نیکی کے کاموں میں مصروف ہیں اس لئے اُن کے لئے خیر اور بھلائی کے مزید دروازے کھلتے جاتے ہیں۔

اگر اپنے آپ کو نیکی اور خیر کے کاموں میں مصروف رکھیں گے مزید خیر کے مواقع ملیں گے۔

عربی کا ایک محاورہ ہے کہ دو میم کبھی نہیں سیکھیں گی۔ ' المستحی اور المتکبر ' حیا کرنے والا اور تکبر کرنے والا۔ شرمانے والا اور غرور والا۔

دعا کریں کہ جو تھوڑی زندگی رہ گئی ہے۔ وہ اللہ کی رضا میں گزر جائے۔ عربی کا ایک محاورہ ہے کہ یہ دنیا ایک دن کی ہے اور ہمارا اِس ایک دن کا روزہ ہے۔ جو نافرمانی سے روزہ رکھے گا وہی انسان کامیاب ہو گا۔ اپنے اِرد گرد جائزہ لیں کہ لوگ کس طرح کی زندگی گزار رہے ہیں۔

سچی خوشی تب ہی ملے گی جب لا الہ الا اللہ پر زندگی گزاریں گے۔

پھر آپ یہ دیکھیں کہ موسیٰؑ نے کتنی محبت سے اللہ کو درخواست پیش کی کہ یا اللہ آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہم محبت اور خلوص سے اللہ کو پکارتے ہیں؟ کیا اکیلے میں اللہ کو یاد کرتے ہیں؟ کیا اللہ سے جدائی محسوس کرتے ہیں؟

اللہ سے باتیں کریں۔ روزانہ پندرہ منٹ فجر سے پہلے اُٹھ جائیں۔ اللہ کو اپنے قریب محسوس کریں۔

اللہ سے باتیں کرکے بہت تحفے ملتے ہیں۔